اسلامک کتاب ریسرچ سنٹر

نعت صمصام

باباجی حکیم علی محمد صمصام

محمد شاہد منیر انصاری

00923324141351



بابا جی علی محمد صمصام رحمہ اللہ

•

بابا جی علی محمد صمصام رحمہ اللہ انڈیا میں ضلع امرتسر کے گاؤں کک کڑیالہ 1893 میں پیدا ہوئے اور23جولائی 1978 کو رحلت فرما کر فیصل آباد کے علاقے میں ستیانہ بنگلہ میں مدفون ہوئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ بابا جی علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد تمام عمر تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف رہے ، برصغیر کے کونے کونے میں اللہ تعالی کی توحید کا پرچار اور محمدصلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا درس ریتے رہے ۔ اس کا بات کا ثبوت ہے کہ 85 برس کی عمر میں منڈی کامونکی میں وعظ فرما رہے تھے کہ قرآن پاک کی آیت مبارکہ کل نفس ذائقہ الموت پر عمل پیرا ہوئے ۔ باباجی نے ساری زندگی اہلحدیث کے پلیٹ فارم سے کتاب و سنت کا بول بالا کیا ۔ اولاد نرینہ سے محروم ایک بیوہ اور تین بیٹیاں تھیں ، سنا ہے کہ بیوہ اور دو بچیوں کا انتقال ہو چکا ہے اور ایک بیٹی حیات ہے ۔ بابا جی کی ہستی نہایت برگزیدہ تھی -تقریر میں وہ لذت کہ لوگ خوسی سے درازئ عمر کی دعا کرتے ۔ جب شعر کہتے تو گویا ایک عجیب سماں ہوتا -40 کے قریب کتب مصنف جن میں جنت دیاں رانیاں ، جنت دے شہزادے اور گلشن صمصام مشہور تصانیف ہیں ۔ شعرشاعری میں وہ مقام حاصل کیا شاذ و نادر ہی کسی کو نصیب ہوتا ہے ۔ تبلیغی میدان میں انکی حنیف آواز میں ایسا رعب و دبدبہ تھا کہ بڑے بڑے خطیب دنگ رہ جاتے ۔

تحریک آزادی کے دوران کانگریس نے سودیشی تحریک شروع کی اورلوگوں سے کہا کہ وہ چرخے کا کاڑھا کپڑا استعال کریں توموصوف نے گاندھی کا چرخہ کے نام سے رسالہ لکھا جو اس دور میں بہت مقبول ہوا ۔ مرحوم سے اپنے اور بیگانے سبھی تعمق نظر اور تفقہ فی الدین کے معترف تھے ۔ اللہ تعالی نے موصوف کو 11 مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت بخشی ۔ پاک سیرت ، پاک طینت اور محب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے ۔ تمام مکاتب فکر کے لوگ عقیدت کا اظہار کرتے تھے ۔ راقم نے بارہا دیکھا کہ رئیس المناظرین الحافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ کو آپ سے اتنی زیادہ عقیدت تھی کہ ملتے وقت انتہائی خلوص و محبت کا اظہار فرماتے ۔

موصوف نے بیت اللہ کی شان یوں بیان کرتے تھے : ع

تیرا گھر ویکھاں تیرا در ویکھاں
تیرے در تے رکھ رکھ سر ویکھاں
جتھے ایک نماز وی لکھ ہوندی
اوتھے عمراں لنگان نوں جی کر دا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت کا اظہار فرماتے ہیں :

ک کن دیاں منزلاں اجے پہلیاں سن
جدوں میرے محمد دی لو ہوئی سی
رب نے لکھ دتا ختم رسالتاں دا

مٹی آدم دی اجے گوئی ہوئی سی
آیا سارے جہان دا چن بن کے
جہدی وچ بائبل پیش گوئی ہوئی سی
صمصام زمین نوں پاگھ لگ گئے
جیہڑی مدتاں دی اگے موئی ہوئی سی

موصوف کو راقم کے والد مولانا شہاب الدین ثاقب زیروی رحمہ اللہ سے خصوصی محبت تھی ، کوئی وقت تھا جب برصغیر میں مولانا نورحسین گرجاکھی ، مولانا علی محمد صمصام اور مولانا شہاب الدین ثاقب زیروی رحمہ اللہ اکٹھے جلسوں کی زینت بنتے تھے پھر وہ رخت سفر باندھا کہ عقبٰی کے سفر کو چلے گئے ۔ جب بھی موصوف ملتان تشریف لاتے ، آمد منظورآباد والی کمیٹی والی مسجد میں ہوتی تھی کیونکہ مسجد کی خطابت کے فرائض راقم کے والد کے ذمہ تھے جس کی بدولت موصوف کی خدمت کا بہت زیادہ موقع میسر آیا ۔ ویسے بھی مجھے اپنا منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا ، اکثر جلسوں میں آپ کے ساتھ رہتا ۔ تقریر ختم کرتے تو وہیں پر بیٹھے مسعود ، مسعود کی آواز لگاتے اور میں فورا حاضر ہوتا ، والد محترم نے ایک واقعہ سنایا کہ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ ایک جلسہ سے فارغ ہو کر واپس مسجد القدس چوک دالگراں آئے تو موصوف گیٹ پر کھڑے تھے ۔ جونہی کار سے اترے تو فرمانے لگے کہ بے کار کار میں آتے ہیں تو ہم دونوں ہنس پڑے ۔ ایسے محبت کرنے والے جہاندیدہ لوگ بہت کم ہوتے

ہیں ۔ موصوف کی یادیں تو بہت ہیں مگر طوالت ہو گی ۔ راقم کے والد محترم نے فرمایا کہ میرا اور باباجی کا ایک عہد تھا کہ زندہ رہنے والا فوت ہونے والے کے بارے میں لکھے گا تو یہ شرف والد محترم کے حصہ میں آیا ۔ رسالہ (وفات حسرت آیات مولانا علی محمد صمصام) لکھا کیونکہ ان کا شمار پنجابی کے بڑے شعراء میں ہوتا ہے ۔ راقم ے جب یہ خبر نوائے وقت اخبار میں پڑھی فورا گھر آیا اور والد محترم کو خبردی ، انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور طبیعت میں بے قراری آگئی ۔راقم کے والد جن کا 28 دسمبر 1993 کو انتقال ہوا ۔ وفات سے چند یوم قبل گھر میں بچوں کے ہمراہ صبح ناشتہ میں مصروف تھے کہ خواب بیان کیا کہ جب رات کو سویا ہوا تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا پنڈال ہے اور اسٹیج لگا ہوا ہے جس پر حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ اور حافظ محمد اسماعیل روپڑی کے علاوہ دیگر علماء کرام جو فوت ہو چکے جلواہ افروز ہیں ۔ میں دیکھ ہی رہا تھا کہ اسی دوران مولانا علی محمد صمصام نے میرا بازو پکڑا اور اسٹیج پرچڑھانے کے لیے کھینچنا شروع کردیاکہ میری آنکھ کھل گی ۔ راقم ہنس پڑا کہ جو چھڑی باباجی کی ہے ۔ ہروقت ساتھ رکھتے ہیں بلکہ سوتے وقت بھی چارپائی پر رکھتے ہیں ۔ اور انہی خیالوں میں رہنے کی وجہ سے خواب آیا ہوگا ۔ یاد رہے کہ باباجی نے وصیت کی تھی کہ میرے فوت ہونے کے بعد شہاب الدین ثاقب زیروی کو یہ چھڑی پہنچانی ہے اور وہ ہنوذ ہمارے پاس محفوظ ہے تو خواب کے بارے میں فرمانے

لگے کہ نہیں ضرور کوئی بات ہے کیونکہ جب خواب مکمل ہوا اور کھینچنے سے میری آنکھ کھلی تو صبح کی اذانیں ہو رہی تھیں ۔ فرمان نبوی صلی اللہ عیہ وسلم ہے کہ اگر کوئی مسلمان محو خواب ہو اور صبح کی اذانیں ہو رہی ہوں اور آنکھ کھل جائے تو وہ خواب سچا ہوتاہے ۔ مختصر یہ والد مرحوم کا سچا ثابت ہوا ور ان کے بائیں کولہے کا جوڑ دوران وضو پاؤں دھوتے ہوئے نکلا جو چڑھانے کے باوجود ٹھیک نہ ہو سکا ۔ اور آپ ٹھیک 28 روز بعد اسی قافلے میں شامل ہو گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اللہ سے دعا ہے کہ باباجی مرحوم ، والد محترم اور مرحوم اکابرین جماعت اہلحدیث کو جنت الفردوس میں اعلی مقام دے ۔ اور پسماندگان کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ ع ..... حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا ۔

اہل سنت سدان دے کی معنے

جدوں سنت رسول دی مننی نہیں
اہلِ سنت سدان دے کی معنے

جدوں قول صحابی دا رد کرنا!
والجماعت اکھوان دے کی معنے

جدوں لاالہ پڑھ لیا الا اللہ!
کوئی معبود نہیں رب دے سوا واللہ

ہُن پیراں فقیراں دے پَیراں تے
متھے ٹیکن ٹکان دے کی معنے

جدوں چونہہ اوتے چالی دار چنا
ایاک نعبد کہیں بار بار چنا

دس داتیاں دے درباراں تے
کھیہہ چھانن جان دے کی معنے

جدوں التحیات للہ کہیا
پوجا غیر کرن دا حق نہ رہیا!

اج بغداد دے لاڑے دے ناں دی
دس یارھی پکان دے کی معنے

جیوندے فانی نوں باقی نہ رب رکھیا
ہر جان نے موت مزہ چکھیا

ہُن مرے ہوئے فانی دی لاش اُتے
پکی قبر بنان دے کی معنے

جدوں گل رسول دی مننی نہیں
دھون بدعت شرک دی بھننی نہیں

سُکے جھوٹے یا رسول اللہ دے نعرے
لان دے کی معنے

جدوں رفع یدین تو سڑی جاناں
تے آمین توں سڑ سڑ مری جاناں

مونہوں صدقے جا ں ہا تے میں وارے جاں
جھوٹے کھیکھن دکھان دے کی معنے

جھوٹا ٹولہ بے نمازاں دا!

بے ادباں بے لحاظاں دا!

حاضر ہے نبی، ایتھے ہے نبی
گندے ٹسن بنان دے کی معنے

جدوں سنت چال پیاری نہیں
جند جان حدیث توں واری نہیں

پھر میلاد دےدن بازاراں وچہ
سُکے سنگھ اڑان دے کی معنے

مَر گیا مشرک بدعتی بے لجا
بے نماز بے روز تے بے حجا

اوہدی تے بخشش ہی نہیں
ملوانیاں نوں کھیراں حلوے کھوان دے کی معنے

جدوں ناں محمد دا سن کے
نہیں کھلنے دروداں دے پھل چن کے

کہہ کے قرۃ عین اکھیاں تے
گندے انگوٹھے لگان دے کی معنے

جدوں سر ا تے مہندی لائی رکھنی
کھونڈی چُوہڑیاں وانگ پھڑائی رکھنی

تے نکاح دے دن سن گانے
دوکو کلمے پڑھان دے کی معنے

صمصام تو آپ بھی ہمت وکھا
سنت سرکار دی سینے لگا

گھر تند نہ تانی جولاہیاں نوں
اینویں ڈانگاں وکھان د ے کی معنے

بلبلِ اہل حدیث بابا جی علی محمد صمصام رحمہ اللہ
****

ہمارا رہبر،ہمارا ہادی ،روف بھی ہے، رحیم بھی ہے
وہ کملی والا، خدا کا پیارا، عزیز بھی ہے،حلیم بھی ہے

بشیر بھی وہ ، نذیر بھی وہ، سراج بھی وہ، منیر بھی وہ
جہاں والوں کا بادشاہ بھی، کہیں رکھتا گلیم بھی ہے

وہی مزمل، وہی مدثر، وہی محمدﷺ، وہی مطہر
وہ لا تخف کا بھی مخاطب، جہاں میں سب سے علیم بھی ہے

وہی ہے سید، وہی ہے شافع، وہی ہے رحمت جہاں کی خاطر
حمید گر گنجہائے کا مالک، ادھر محمد سلیم بھی ہے

خدا کا مخلوق نوا بھی ہے، وہ باپ جیسا خلیل بھی ہے
وہ مثلِ عیسیٰ مسیح بھی ہے، وہ مثل ِ موسیٰ کلیم بھی ہے

امیر بھی وہ ، فقیر بھی وہ، امین بھی وہ، متین بھی وہ
کفر کے جوروجفا کے بدلے، وہ رکھتا خلق عظیم بھی ہے

میں شجرِ طوبیٰ کے رنگہائے سے گنوں ،گنا و رنگا رنگ کیا کیا ہے
کہیں یتیموں کا مولیٰ ہے وہ، کہیں مولا یتیم بھی ہے

چلو تماشائیو بزمِ محشر ،شفیع عالم ادھر کھڑے ہیں
اِدھر بھی صمصامؔ روسیاہ، بلا کا ظالم اثیم بھی ہے

بلبلِ اہل حدیث بابا جی علی محمد صمصام رحمہ اللہ
****

گذارہ ہوتا جاتا ہے

شہنشاہِ مدینہ جُوں جُوں پیارا ہوتا جاتا ہے
جہاں کے پیر خانوں سے کنارا ہوتا جاتا ہے

میں جوں جوں راہِ طیبہ میں ذلیل و خوار ہوتا ہوں
بحمد اللہ بلند اتنا ستارا ہوتا جاتا ہے

میں جتنا سطوتِ شیطان سے پرہیز کرتا ہوں
صراطی مستقیما کا اشارہ ہوتا جاتا ہے

ہزاروں مُرشدوں کی جوتیاں تم کو مبارک ہوں
میرا تو بس محمد ﷺ پہ گذارہ ہوتا جاتا ہے

میری آنکھوں میں کیوں جچ جائےدنیا کی کوئی بستی
کہ جب ہر سال طیبہ کا نظارہ ہوتا جاتا ہے

محمد ہی محمد ہے جہاں میں رہبرِ کامل
تبھی تو آنکھ کی پُتلی کا تارا ہوتا جاتا ہے

مبارک ہو تمہیں ہیروں کے قصے اور لیلائیں
ہمیں تو اک قرآں کا سہارا ہوتا جاتا ہے

شاعر: بلبلِ اہلِ حدیث مولانا حکیم علی محمد صمصام رحمہ اللہ

عمر دی چابی

جدوں چابی عمر دی ُمک جانی
گھڑی چل دی چل دی رک جانی

تیرے کم او لیکے وچے رہ جانے
تیرے کوٹ امیداں دے ڈھیہ جانے
نبضاں رہن حکیماں دے ہتھ پھڑیاں
گولی موت دی سینے وچہ ٹُھک جانی

سنجے محل تے ماڑیاں چھڈنے نی
جھنڈے وچہ اجاڑاں جا گڈنے نی
دُودھ مکھنی پلیا بھلواناں
تک ملکاں نوں جِبھ سک جانی

چاچے تائے ماں پیو رو ں پئے
سوہرے سالے بھی بودیاں کھوہن پئیے

بھائی آکھن اَج ساڈی بانہہ بھج گئی
کمر بڈھڑے باپ دی جھک جانی

جیہڑی بیوی تیرے سر کلول کرے
جاوے صدقےتے مٹھےمٹھے بول کرے
اَج لاش نوں دیکھ کے ڈرن لگی!
اکھاں تڈیاں وراچھ ونگی سک جانی

جیہڑی ململ مخمل ول تُھک دی
چاندی سونے نوں لاہ کے پرہاں سٹدی
اَج لیراں حال فقیراں دے
روندی دیاں اکھاں وچوں ہنج سُک جانی

جہیڑے بچیاں نوں لاڈ کردندا رہیوں
سوہنے سوہنے کپڑےلے لے پوندا رہیوں
اَج بازاراں وچہ روندے نے
دیہی سُک جانی آس ُمک جانی

سِدھے منہ جو کھان مٹھایاں نہ
حلوے گوشت دودھ ملائیاں نہ
اَج بھٹیاں توں ریڑھیاں چگدے نی
تقدیر نہ رب دی اُک جانی!

صمصام نہ موت دسار نہیں
دیکھیں لوہڑانہ تیتا مار نہیں
بس آہ آ گئی بس آہ آ گئی
آہ آہ وچہ جندڑی مک جانی

بلبلِ اہل حدیث بابا جی علی محمد صمصام رحمہ اللہ

گنہگار کا حج

بلبلِ اہل حدیث بابا جی علی محمد صمصام رحمہ اللہ

(گنہگار کی ابتدائی حالت)

گناہ میری عادت، گناہ میرا شیوہ
گناہ ہی زراعت، گناہ اس کا میوہ

گناہ میرا جانا، گناہ میرا آنا
گناہ میرا پینا گناہ میرا کھانا

گناہ جاگنا اور گناہ میرا سونا
گناہ عدم میرا، گناہ میرا ہونا

سکوں میں گناہ اور حرکت گناہ تھی
جسے میں سمجھتا تھا برکت، گناہ تھی

میرا بولنا سونگھنا بھی گناہ تھا
میرا دیکھنا سننا "اف" گناہ تھا

میرے گھر کی دیوار کے پار مسجد
ستاتی مجھے دن میں سو بار مسجد

کبھی نیند کے وقت ہوتی اذانیں
انہیں نیند میں کوئی چھیڑے تو جانیں

کبھی مجھ کو ان کے ستاتے وظیفے
بہت بدمزہ ہوں ہمارے لطیفے

ہماری اذیت سے کب چوکتے تھے
بہت کھانستے تھے ،بہت تھوکتے تھے

کبھی حلق میں لکڑیاں پھیرتے تھے
نہ ہوتی تو انگلی سے ہی چھیڑتے تھے

کبھی السلام علیکم کی باری
الٰہی ختم ہوں نمازیں تمہاری!

اگر شور کا کوئی موقع نہ پاتے
کھڑے ہو کے جوتے سے جوتا بجاتے

صبح چھوٹے بچوں کا قرآن پڑھنا

نہ ہو پاس مُلاں تو لڑنا جھگڑنا!

وہ مسجد سے اترے تو حجرے پہ چڑھنا
خدا کے پڑوسی کا دل ہی میں سڑنا

میں یوں بے وفا تھا خدا کی وفا سے
بڑا بے حیا تھا خدا کی حیا سے

میری زندگی بندگی سے تھی خالی
مگر رزق دیتی تھی سرکارِ عالی

گزرتی یُوں دن رات بیباکیوں میں
حیا سوز یوں اور چالاکیوں میں

احساس گناہ اور مذہبی لوگوں کا رویہ)

اچانک یکایک ہی تقدیر بدلی
یہ تقدیر بدلی کہ تصویر بدلی

گناہ سارے شکلوں میں ایک ایک کر کے
میرے سامنے آئے گویا بپھر کے

کسی سے میں ڈر کر چھپا جا رہا تھا
کسی سے ذرا سی حیا کھا رہا تھا

کسی کو جو دیکھا تو آنکھیں مچولیں
بِناں پیٹھ پھیرے قطعاً نہ کھولیں

کوئی شیر تھا اور کوئی اژدھا تھا
کوئی فیل تھا اور کوئی بھیڑیا تھا

مجھے آج بھولیں تھیں مکاریاں سب
ریا کاریاں اور عیاریاں سب

طبیعت میری نے تھا بس آج مانا
کہ ہے سر پہ میرے کوئی بِینا دانا

میری زندگی اور انعام سارے
کسی نے دئیے ہیں یہ مجھ کو اُدھارے

حساب ہو گا آخر میری زندگی کا
میری گندگی کا ،میری بندگی کا

میں کیا منہ دکھاؤں گا اس کبریا کو
اور دیکھوں گا کیونکر حبیب خدا کو

میری سرخروئی کا چارہ نہیں ہے
سِوا توبہ کرنے کے یارا نہیں ہے

اٹھا اور مسجد میں جا کر کے رویا
کئی رات دن کچھ نہ کھایا نہ سویا

تھا مایوس بخشش کا امکان مشکل
کہ دوزخ سے میری بچے جان مشکل

کئی مولوی اور مفتی ٹٹولے
انہوں نے جلے دل کے پھوڑے پھپھولے

پھرا ہند میں چار سُو ہو کے حیراں

نہایت پریشاں نہایت پشیماں

بہت پھرِپھرا کے دربار دیکھے
بزرگ و ولی نیک کردار دیکھے

میں اپنے گناہ جب انہیں کہہ سناتا
سیاہ کاریوں کے پلندے دکھاتا

تو اُف! کہہ کے وہ ہاتھ کانوں پہ دھرتے
مجھے اپنے حلقے میں داخل نہ کرتے

یہ آواز سنتا میں واں ہر زباں سے
نکل جا نکل جا، نکل جا یہاں سے

یونہی غرض دھتکار کھاتا رہا میں
بڑے پِیر خانوں میں جاتا رہا میں

کسی نے نہ میری کری دستگیری
چُکا دیکھ پیری ، فقیری، امیری

پیرِ کامل سے ملاقات اور حلیہ مصطفیٰ ﷺ

اچانک میں اک دن چلا جا رہا تھا
اور اپنے خدا سے لڑے جا رہا تھا

کہ اک خوش خصال و خوش اخلاق ہستی
وہ چہرہ تھا یا کہ تھی رحمت برستی

میانہ سا قد نہ بلندی نہ پستی
مگر گر بلندوں کی ہو پوری پستی

یہ اعجازِ رحمت سے تھی بہرہ مندی
بلندوں میں ہوتی انہیں سر بلندی

سیاہ بال کانوں کی لو چومتے تھے
کبھی دونوں کندھوں تلک جھومتے تھے

بلا شکن تھی وہ کشادہ پیشانی
بھوؤں سے کمانوں نے سیکھی کمانی

وہ مژگاں کہ تھے تیر بن بن کے آتے

بری نظر والوں کو گویا ہٹاتے

دو آنکھیں کہ غیرت کے انگار دونوں
وہ آنکھیں کہ رحمت کے انبار دونوں

وہ آنکھیں کہ عصمت کے آثار دونوں
دو آنکھیں کہ اُلفت کے اسرار دونوں

وہ بینی کہ تلوار کو بھی ڈراتی!
چکا چوند سے جان خنجر کی کھاتی

حجامت کا طرفہ تماشہ ہوا تھا
لبوں کو جڑوں سے تراشا ہوا تھا

مگر داڑھی صدقے میں قربان داڑھی
چھپائے تھی سینہ کو ہر آن داڑھی

وہ گویا کسی سے گلے مل رہی ہے
محبت سے یوں یوں کبھی ہل رہی ہے

یا سینہ میں اسرار پا کر نہانی
محبت سے کرتی تھی وہ پاسبانی

یہ دانتوں کی لڑیوں میں وہ آبداری
اگر حُور دیکھے تو ہو رعشہ طاری

گناہوں کی سنگینی بتائی جاتی ہے)

نہایت محبت سے مجھ کو پکارا
کدھر جا رہا ہے میاں مارا مارا

تیرے چہرے پر کیوں پریشانیاں ہیں
یہ مایوسیاں اور حیرانیاں ہیں

تو کیوں چار سو بھاگتا پھر رہا ہے
کبھی اُٹھ رہا ہے کبھی گر رہا ہے

تو مطلب بتا اپنا مقصد بتا دے
خدا تجھ کو شاید تیرا مدعا دے

وطن کون ہے اور تیرا نام کیا ہے
تگ و دَو سے آخر تیرا کام کیا ہے

میں موقع سے یوں فائدہ سا اٹھا کر
لگا رونے اپنا قضیہ سنا کر

کہ پنجاب کا اک گنہگار بندہ

سیاہ کار بندہ خطا وار بندہ

گناہ اس قدر کہ فلک ڈر گئے ہیں
سبھی پِیر خانے "اوں ہوں" کر گئے ہیں

گناہ میں نے جب ان کو گِن کر سنائے
تو سب پیر خانے سناٹے میں آئے

لگے کہنے بابا! یہ کیا کہہ رہے ہو
خدا کی زمیں پر ابھی رہ رہے ہو

تمہیں کون اپنے یہاں پر ٹھیرائے
مفت میں خداوند سے مار کھائے

میں راندہ ہوا اور چھوڑا ہوا ہوں
بڑے لوگوں سے دل کو توڑا ہوا ہوں

میں وہ ہوں جسے کوئی منہ نہ لگائے
جسے پاس تک اپنے بھی نہ بٹھائے

(گناہوں کا علاج بتایا جاتا ہے)

لگے کہنے بس بس نہ مایوس ہو تو
خدا بخش لے گا نہ اس قدر رو تو

بلا شک وہ جبار و قہار بھی ہے
مگر ساتھ غفار و ستار بھی ہے

وہ کہتا ہے اے وہ گنہگار بندو
سیاہ کارو بد بخت و بدکار بندو

ظلم اپنی جانوں پہ جو کر چکے ہو
اور اخلاق کی موت سے مر چکے ہو

کرو توبہ ایسی کہ توڑے نہ ٹوٹے
کہ تقویٰ کا دامن نہ ہاتھوں سے چھوٹے

اُدھر گر عذاب و سزا کا ہے اعلان
اِدھر بھی ہے لا تقنطوا میرا فرمان

مجھے خود یہ مولا نے فرمان بھیجا
یہ اعلام بھیجا یہ اعلان بھیجا

کہ جتنے جہاں میں گنہگار بندے
میرے سامنے سے شرمسار بندے

اُنہیں خبر دے دو میری رحمتوں سے
میری بخششوں سے ، میری الفتوں سے

مجھے چھوڑ کر نہ کسی در پہ جائیں
میں بخشوں گا تب ان کی ساری خطائیں

تُو یوں کر خدا کے دوارے چلا جا
گناہ تیرے مٹ جائیں سارے چلا جا

عرب میں ہے مشہور اس مکہ بستی
جہاں کعبۃ اللہ پہ رحمت برستی

وہاں آج کل ایک میلہ لگا ہے
گنہگار بندوں کا ریلا لگا ہے

نکل بھاگ جا ان میں شامل ہو جا کے

جہاں سب اکٹھے ہیں بندے خدا کے

خدا سے یہ کہنا ڈرا آ رہا ہوں
محمدﷺ کا بھیجا ہوا آ رہا ہوں

سنا نام بس جان میں جان آئی
محمد ﷺ کی سارے جہاں میں دُہائی

ہوئیں اور بھی راز داری کی باتیں
میری بے کلی شرمساری کی باتیں

•

نقشہ میدان عرفات (حج 1938ء) •

وہ دیکھو ہاتھ پھیلائے کھڑا ہے ملک کا والی
وہ شوکتِ جاہ و حشمت، شانِ وحدت نے مٹا ڈالی

وہ ننگے سر غبار آلود کیا پہنے لباس آیا
وہ روتا مانگتا سائل میرے داتا کے پاس آیا

پَرے دیکھو پَرے باندھے جماعت ہے وزیروں کی
امیروں تاجداروں کی مگر شکلیں فقیروں کی

لباسِ امتیازی کوئی گردانا نہیں جاتا
کہ ہے یہ کس وطن کا مرد پہچانا نہیں جاتا

کہیں کس کو کہاں کا ہے نظر حیران ہوتی ہے
ہاں کچھ البتہ چہروں سےیہاں پہچان ہوتی ہے

یہ اکثر لوگ بن داڑھی کے منہ گورے پیازی ہیں
پڑوسی مصطفےٰ کے یعنی یہ سارے حجازی ہیں

وہ جن کے منہ میں مسواکیں ہیں یہ نجدی دلاور ہیں
یہ سب توحید و سنت کےسمندر کے شناور ہیں

وہ دیکھوشام والوں کے ضیاء سے پُر ضیاء چہرے
وفا سے پُر وفا چہرے، حیا سے پُر حیا چہرے

یہ چہرے جن کے باغیرت، کلیجے آن والے ہیں
ہَیں آنکھیں خون سی رنگین، ترکی شان والے ہیں

پرے وہ فارسی دیکھوورے دیکھو یہ ایرانی
اِدھر بلخی ،اُدھر غزنی، یہ یمنی اور وہ سوڈانی

یہ چہرے گول ،چھوٹے قد ،ذرا کچھ پست سی بینی
بہت ان میں ملائی ہیں ،بہت ہیں برمی و چینی

قد آور سرخ چہرے ہیں یہ کابل پٹھان ائے
وہ ترکستان والے اور یہ روسی ترکمان آئے

وہ دیکھو ہند والے بھی خدا کے روبرو آئے
یہ کرتے جستجوآئے، یہ لے کے آرزو آئے

جوان و پیر و مستورات و بچے ساتھ شامل ہیں
تضرع، انکساری، اضطراری میں یہ کامل ہیں

یہ قبلہ رُو اٹھا کر ہاتھ روتے گڑگڑاتے ہیں
نہایت ابتہال و عاجزی سے کچھ سناتے ہیں

یہ سارے اپنی اپنی جا پہ مولا کے پجاری ہیں

فقیری سانگ کرکے مانگنے آئے بھکاری ہیں

انہیں میں ایک صمصام حزیں بھی نظر آتا ہے
ہے جو کچھ مانگتا مولا سے، دیکھیں لے کے جاتا ہے

بلبلِ اہل حدیث بابا جی علی محمد صمصام رحمہ اللہ
****

بابا جی کی ایک اور کتاب میں اسی نظم میں کچھ اشعار کا اضافہ ہے
وہ نظم کچھ یوں ہے

وہ دیکھو ہاتھ پھیلائے کھڑا ہے ملک کا والی
وہ شوکتِ جاہ و حشمت، شانِ وحدت نے مٹا ڈالی

وہ ننگے سر غبار آلود کیا پہنے لباس آیا
وہ روتا مانگتا سائل میرے داتا کے پاس آیا

پَرے دیکھو پَرے باندھے جماعت ہے وزیروں کی
امیروں تاجداروں کی مگر شکلیں فقیروں کی

لباسِ امتیازی کوئی گردانا نہیں جاتا
کہ ہے یہ کس وطن کا مرد پہچانا نہیں جاتا

کہیں کس کو کہاں کا ہے نظر حیران ہوتی ہے
ہاں کچھ البتہ چہروں سےیہاں پہچان ہوتی ہے

یہ اکثر لوگ بن داڑھی کے منہ گورے پیازی ہیں
پڑوسی مصطفےٰ کے یعنی یہ سارے حجازی ہیں

وہ جن کے منہ میں مسواکیں ہیں یہ نجدی دلاور ہیں
یہ سب توحید و سنت کےسمندر کے شناور ہیں

اُدھر مڈغا سکر کے، عدن کے، حضرم مفلح کے
یہ مقسط قطر کے، بحرین کے، بندے ہیں اللہ کے

وہ دیکھوشام والوں کے ضیاء سے پُر ضیاء چہرے
وفا سے پُر وفا چہرے، حیا سے پُر حیا چہرے

یہ چہرے جن کے باغیرت، کلیجے آن والے ہیں
ہَیں آنکھیں خون سی رنگین، ترکی شان والے ہیں

یہ جرمن پول ہنگری آسٹراہل سپین آئے
کینیڈین اینڈ امریکن پلینوں پر پلین آئے

سنہری آنکھ چہرے سُرخ چمکیلی سی بتیسی
یہ ڈنمارک سویڈیش ناروے بیلجئم فرانسیسی

یہ یونانی سوئٹزرلینڈ کے وہ پُرتگالی ہیں
ادھر یہ الجزائر لیبیا اندلس کے سمالی ہیں

پرے وہ دور دیکھو کس قدر بھرپور ہیں خیمے
سکاچ اینڈ آئرش انگلینڈ کے چلڈرن رسیں میمیں

سراندیپی یہ کلدیپی یہ لنکانی یہ کلپانی
یہ آسامی سیامی اور فلپائن یہ جاپانی

جزائر رسل کے سولومن سومترا کے اور جاوا کے
ولاڈی واسٹک کے اور سڈنی کے اوٹاوا کے

پرے وہ فارسی دیکھوورے دیکھو یہ ایرانی
اِدھر بلخی ،اُدھر غزنی، یہ یمنی اور وہ سوڈانی

یہ چہرے گول ،چھوٹے قد ،ذرا کچھ پست سی بینی
بہت ان میں ملائی ہیں ،بہت ہیں برمی و چینی

قد آور سرخ چہرے ہیں یہ کابل پٹھان ائے
وہ ترکستان والے اور یہ روسی ترکمان آئے

وہ دیکھو ہند والے بھی خدا کے روبرو آئے
یہ کرتے جستجوآئے، یہ لے کے آرزو آئے

جوان و پیر و مستورات و بچے ساتھ شامل ہیں
تضرع، انکساری، اضطراری میں یہ کامل ہیں

یہ قبلہ رُو اٹھا کر ہاتھ روتے گڑگڑاتے ہیں
نہایت ابتہال و عاجزی سے کچھ سناتے ہیں

یہ سارے اپنی اپنی جا پہ مولا کے پجاری ہیں

فقیری سانگ کرکے مانگنے آئے بھکاری ہیں

انہیں میں ایک صمصام حزیں بھی نظر آتا ہے
ہے جو کچھ مانگتا مولا سے، دیکھیں لے کے جاتا ہے

بلبلِ اہل حدیث بابا جی علی محمد صمصام رحمہ اللہ
* * * * * * *

بابا جی کی دوسری کتاب گلدستہ صمصام میں یہ نظم کچھ یوں ملی ہے۔

ہمارا ہادی ،ہمارا رہبر،روف بھی ہے، رحیم بھی ہے
وہ کملی والا، خدا کا پیارا، غِلاظ بھی ہے،حلیم بھی ہے

بشیر بھی وہ ، نذیر بھی وہ، سراج بھی وہ، منیر بھی وہ
جہاں والوں کا بادشاہ بھی، کہیں وہ رکھتا گلیمبھی ہے

وہی مزمل، وہی مدثر، وہی محمدﷺ، وہی مطہر
ولا تخط کا بھی مخاطب، جہاں میں سب سے علیم بھی ہے

وہی ہے سید، وہی ہے شافع، وہی ہے رحمت جہاں کی خاطر
حمید گر گنجہائے کا مالک، ادھر محمد قیم بھی ہے

امیر بھی وہ ، فقیر بھی وہ، امین بھی وہ، متین بھی وہ
کفر کے جوروجفا کے بدلے، وہ رکھتا خلق عظیم بھی ہے

خدا کا مخلوق نور بھی ہے، وہ باپ جیسا خلیل بھی ہے
وہ مثلِ عیسیٰ مسیح بھی ہے، وہ مثل ِ موسیٰ کلیم بھی ہے

ذاتِ سبحان نے لیلِ اسرا میں راز کھولا ہے عبدہ کا
ادھر ہے گر عرش سیر گاہش ادھر ٹھکانا حطیم بھی ہے

میں شجرِ طوبیٰ کے رنگہا سے گنوں ،گناوں کا رنگ کیا کیا
کہیں یتیموں کا مولیٰ ہی وہ، کہیں مولا یتیم بھی ہے

چلو تماشائیو بزمِ محشر ،شفیع عالم ادھر کھڑے ہیں
اِدھر بھی صمصامؔ روسیاہ ہے، بلا کا ظالم اثیم بھی ہے

بلبل ِ اہل حدیث بابا جی علی محمد صمصام رحمہ اللہ
****

گذارہ ہوتا جاتا ہے

شہنشاہِ مدینہ جُوں جُوں پیارا ہوتا جاتا ہے
جہاں کے پیر خانوں سے کنارا ہوتا جاتا ہے

میں جوں جوں راہِ طیبہ میں ذلیل و خوار ہوتا ہوں
بحمد اللہ بلند اتنا ستارا ہوتا جاتا ہے

میں جتنا سطوتِ شیطان سے پرہیز کرتا ہوں
صراطی مستقیما کا اشارہ ہوتا جاتا ہے

ہزاروں مُرشدوں کی جوتیاں تم کو مبارک ہوں
میرا تو بس محمد ﷺ پہ گذارہ ہوتا جاتا ہے

میری آنکھوں میں کیوں جچ جائےدنیا کی کوئی بستی
کہ جب ہر سال طیبہ کا نظارہ ہوتا جاتا ہے

محمد ہی محمد ہے جہاں میں رہبرِ کامل
تبھی تو آنکھ کی پُتلی کا تارا ہوتا جاتا ہے

مبارک ہو تمہیں ہیروں کے قصے اور لیلائیں
ہمیں تو اک قرآں کا سہارا ہوتا جاتا ہے

شاعر: بلبلِ اہل حدیث مولانا حکیم علی محمد صمصام رحم

جس نے بخشی زندگی اپنی عطا کے واسطے
تو ہوا پیدا صرف اس کی ثنا کے واسطے

کب تک یونہی رہے گا تو ثنا خواں غیر کا
دی زبان جس نے ثنا ہے اس خدا کے واسطے

کان بخشے دل دیا سننے سمجھنے کے لیے
تو اس کا شکر کر اپنی وفا کے واسطے

کون ہے جو بارشیں برسا سکے اس کے سوا
اور اگائے کھیتیاں تیری غذا کے واسطے

کس نے بھیجے تھے نبی کس نے انہیں تعلیم دی
کھولتا ہے کون سینوں کو ہدایت کے واسطے

جان و مال جس نے دئیے اور جس نے دیں سب نعمتیں
حمد ساری اس خدائے کبریا کے واسطے

ہے وہ حاکم لا یزال و ذوالجلال و ذوالمنان
ہے بقا اس کے لیے باقی فنا کے واسطے

چاہے پکڑے چاہے بخشے وہ نہیں مجبور ہے
ہے وہی مختار واحد دوسروں کے واسطے

شاعر: مولانا علی محمد صمصام رحمہ اللہ

قربانی

لکھ لکھ مبارک خلیل تائیں
جہدی قربانی منظور ہوئی!!

جنہوں درجہ مل گیا خُلت دا
اج دوری ساری دور ہوئی

آکھے بچڑی میں سفنے دے وچہ وہناں
تینوں ذبح کراں راہ رب دے اندر

تو بھی دس صلاح ایہہ گل پیاری
منظور کہ نامنظور ہوئی!!

آکھے یا ابت افعل ما تؤمر
کر سُٹ جیویں حکم خدا دا ئی!

مینوں صابر پاویں ان شاء اللہ
جے رحمت رب صبور ہوئی

جدوں من لیا دونہاں پیو پتراں
اون گل ڈاہیا، اون چھری پھیری

پر بندے نوں بندہ حلال کر کے
رحمت نوں نہ منظور ہوئی

بس ابراہیم شاباش تیرے
توں تے خواب بھی سچا کر دسیا

اساں آپ بچا لیا پُتر تیرا
ساڈی غیرت بہت غیور ہوئی

اساں فدیہ ذبح عظیم دِتا
اج لکھاں کروڑاں جاناں دا

ایہہ رسم تیری قربانی دی
جگ جاری با دستور ہوئی

پیو دس گیا دنیاں دے پیواں نوں
جے اکو پُت ہوئے اوہ بھی رب منگ لے

سروں لاہ ادھار پھڑا جپھدے

مومن سو جس جند مسرور ہوئی

پُت دس گیا دنیا دے پتراں نوں
آکھا باپ دا اِنج منیندا جے

ہَس ہَس کے وقت جے نبھاناجے
بھانویں چُھری ہیٹھ جند مجبور ہوئی

صمصام سنے جگ جاچ سکھی
راہ رب دے مر مٹ جاؤندی

جاناں تے مال لٹائی جاون
جند ایسی نُورو نُور ہوئی!

بلبلِ اہل حدیث بابا جی علی محمد صمصام رحمہ اللہ
****

تیری خوشبو، میری چادر
تیرے تیور، میرا زیور
تیرا شیوہ، میرا مسلک
وَرَفعنا لَکَ ذِکرَک
میری منزل، تیری آہٹ
میرا سدرہ، تیری چوکھٹ
تیری گاگر، میرا ساگر
تیرا صحرا ، میرا پنگھٹ
میں ازل سے ترا پیاسا
نہ ہو خالی میرا کاسہ
تیرے واری ترا بالک
وَرَفعنا لَکَ ذِکرَک
تیری مدحت، میری بولی
تُو خزانہ، میں ہوں جھولی
تیرا سایہ، میری کایا
تیرا جھونکا، میری ڈولی
تیرا رستہ، میرا ہادی
تیری یادیں، میری وادی
تیرے ذرّے، میرے دیپک
وَرَفعنا لَکَ ذِکرَک
تیرے دم سے دلِ بینا

کبھی فاراں، کبھی سینا
نہ ہو کیوں پھر تیری خاطر
میرا مرنا میرا جینا
یہ زمیں بھی ہو فلک سی
نظر آئے جو دھنک سی
تیرے در سے میری جاں تک
وَرَفعنا لَکَ ذِکرَک
میں ہوں قطرہ، تُو سمندر
میری دنیا تیرے اندر
سگِ داتا میرا ناتا
نہ ولی ہوں، نہ قلندر
تیرے سائے میں کھڑے ہیں
میرے جیسے تو بڑے ہیں
کوئی تجھ سا نہیں بے شک
وَرَفعنا لَکَ ذِکرَک
میں ادھورا، تو مکمل
میں شکستہ، تو مسلسل
میں سخنور، تو پیمبر
میرا مکتب، ترا ایک پل
تیری جنبش، میرا خامہ
تیرا نقطہ، میرا نامہ
کیا تُو نے مجھے زیرک
وَرَفعنا لَکَ ذِکرَک

میری سوچیں ہیں سوالی
میرا لہجہ ہو بلالی
شبِ تیرہ، کرے خیرہ
میرے دن بھی ہوں مثالی
تیرا مظہر ہو میرا فن
رہے اُجلا میرا دامن
نہ ہو مجھ میں کوئی کالک
وَرَفَعنا لَکَ ذِکر

آمب تیرے واسطے انار تیرے واسطے
کیلا ہری چھال دا تیار تیرے واسطے
مجھاں دودھ دیندیں سفید ترے واسطے
مکھیاں بنادیاں نے شہد تیرے واسطے
کی نہی کیتا رب نے قبول تیرے واسطے
آمنہ دے لال جا رسول تیرے واسطے
کروڑاں نالوں چنگا اے احسان کردگار دا
فیرے اُندہا بندیا تو شکر نہیں گزار دا

السلام علیکم اس کتاب کا بنانے کا مقصد صرف بابا جی کی نعتیں لوگوں تک پہچانے کا ہے کیوں کہ ان کی نعتیں بہت کم پڑھنے کو ملتی ہیں

آج کل ہمارے گروپوں میں بابا جی کی نعتوں کو بہت طلب کیا جاتا ہے

اسلامک کتاب ریسرچ سنٹر

محمد شاھد منیر انصاری

ہمارے گروپ میں شامل ہونے لے لئے اس نمبر پر واٹساپ کریں جزاک اللہ خیر

00923324141351